مولانا قاری عبداللہ
سابق مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

وفا اور کاملیت کا عکسِ جمیل

کتابوں کی دنیا میں قرآن مقدس کے سات ماہرین ائمہ کرام کو بدور سبعہ کہا جاتا ہے یعنی سات چمکتے ہوئے چاند، مرشد تھانویؒ نے جمال القرآن کو لمعات پر تقسیم کیا ہے جو کہ انتہائی باریک معنون اشارہ ہے اس لئے کہ کیونکہ وہ دل والے ہیں سب کچھ اشارات سے کرتے ہیں۔

عشاق مدینہ کی فہرست

مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والی خلاصہ کائنات انے جب ہجرت کی تو مدینہ منورہ کے میزبانوں نے اس مہمان عالم کا استقبال کیا وہ عظیم ترانہ طلع البدر علینا سے ہے بدر کی عظمت لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہے جس میں حضرت جامی باباؒ اور محدث دہلویؒ سے لیکر حضرت ندویؒ کے کاروان مدینہ تک حضرت ندویؒ نے تو کاروان مدینہ میں کلیجہ نکال کر کاغذ پر رکھ دیا ہے مدینہ سے عشق رکھنے والوں کی لمبی داستان سفرناموں کی صورت میں موجود ہے جس میں حضرت گیلانی باباؒ حضرت ابوالوفاء صاحبؒ حضرت نانوتویؒ وغیرہ کے نام شامل ہیں مدینہ منورہ سے عشق کی حدتک لگاؤ رکھنے والا ایک شیر علی شاہ بھی تھے جس نے وہاں پڑھا پڑھایا بھی مگر یہ لگاؤ تادم وفات رہا۔

ہیرا ہفت رنگ

حضرت شیخ الحدیث کو اللہ نے دیگر خواص سے بھی نوازا تھا علم سے وابستہ تھے، اسکی گہرائی پر عبور حاصل تھی مگر علم برائے علم نہ تھا، علم کا منشاء عمل سے سرشاری تھا حدیث کی باب جب کھولتے تو محدث کبیر نظر آئے جب قرآن کریم کی تفسیر بیان کرنے لگتے تو تفسیر کا حق ادا کرتے ہوئے مفسرین کے صف اول میں نظر آئے جب کبھی تصنیف کے میدان میں قدم رکھا تو ایسا کارنامہ انجام دیا کہ علمی دنیا حیرت زدہ رہ گئی جبکہ تقریر میں وہ شہنشاہ خطابت تھے، فصاحت وبلاغت اسکے زبان مبارک کی لونڈی تھی اور دل میں ایسا درد رکھتے تھے جو کبھی قرار نہ پائی بالخصوص مجاہدین کیساتھ تعلق کی وجہ سے تو امام المجاہدین کے لقب سے یاد کئے گئے۔ حضرت شیخ کی یہ آبائی سرزمین شاہ اسماعیلؒ کی آہوں کی سرزمین ہے اسی کے بارے میں سید القلم والنسب ابن خلکان ہند مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے ایسا جملہ کہا تھا جو حرف آخر ہے "کہ اکوڑہ خٹک کا نام میرے لئے بہت کشش رکھتا ہے"، جسکی تفصیل سیرت سید احمد شہیدؒ میں موجود ہے۔

وفا کی عظیم مثال

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے استاذ و مشفق سید المحدثین مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا تعلق بھی اسی سرزمین سے ہے اور مادر علمی بھی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہے۔

اکثر چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے حضرت شیخ رحمہ اللہ نے موقع غنیمت پا کر اپنی سرزمین مادر علمی اور استاد محترم سے وفاداری کا ایسا ثبوت دیا کہ ان مذکورہ تینوں کو چمکایا اور خود بھی چمکے یہ وفاداری کی عظیم مثال بہت کم دیکھنے میں نظر آتی ہے۔

انسان کے اندر دو قسم کے کمالات ہوتے ہیں کسبی بھی وہبی بھی چونکہ حضرت شیخ نسباً سید تھے اس لئے انہوں نے وہبی کمالات کے ساتھ ساتھ کسبی کمالات سے خوب فائدہ اُٹھایا اور کسب فیض بھی ایسا...... جو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت حسین احمد مدنیؒ کے جلال و جمال کا عکس تھا۔

اتفاقاتِ زمانہ

اسی طرح مدینہ منورہ کے بڑے بڑے شیوخ عظام سے کسب فیض کیا تفسیر حسن بصریؒ پر کام کیا حسن بصریؒ خود سید التابعین محدثین ومفسرین کے قافلہ کے درشہسوار تھے زمانہ کے اتفاقات بھی عجیب ہوتے ہیں کہ لکھنے والا حضرت شیخ شیر علی شاہ صاحبؒ اور اقوال حضرت شیخ حسن بصریؒ کے ہیں آپ خود اندازہ لگائیں کہ کتنی بابرکت چیز امت کے سامنے پیش کی ہے حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے قدموں سے لیکر حضرت حسن بصریؒ کے قدموں تک جو کچھ برکات اور انوارات تھے انہوں نے حاصل کئے ، یہ تو دل والے جانتے ہیں پتہ نہیں کتنے انوارات وبرکات لیکر اس دارفانی سے دائمی زندگی کیلئے روانہ ہوئے یہی وہ برکات تھے جو قبر سے خوشبو کی شکل پھوٹے اور حضرت شیخ رحمہ اللہ برصغیر کے عظیم مفسر حضرت امام لاہوریؒ سے شرف تلمذ رکھتے تھے جبکہ حضرت لاہوریؒ حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب اور حضرت غورغشتویؒ کی برکت ہے ان موفق من اللہ لوگوں کی برکات حضرت شاہ رحمہ اللہ کو نصیب ہوئی۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے تعلق تا آخر رہا مگر یہ تعلق ایسا کہ جسمیں خادم ومخدوم کا اندازہ بہت مشکل تھا جو حقیقی محبت پر دلالت کرتا ہے ظاہر ہے کہ محبت یک طرفہ نہیں ہوتی طرفین سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ انکے برکات اور انوارات دارالعلوم حقانیہ پر تا قیامت جاری وساری رکھیں آمین۔